بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ماہ شعبان حقیقت کے آئینے میں

ماہ شعبان بطور خاص اس کی پندرہویں تاریخ سے متعلق امت مسلمہ میں بہت سی گمراہیاں پائی جاتی ہیں اس مختصر سے مضمون میں اس ماہ کی اصل حقیقت سے روشناس کرانا چاہتا ہوں تاکہ جو لوگ صحیح دین کو سمجھنا چاہتے ہیں ان پر اس کی حقیقت واضح ہو سکے، ساتھ ساتھ جو لوگ جانے انجانے بدعات و خرافات کے شکار ہیں ان پر حجت پیش کر کے شعبان کی اصل حقیقت پر انہیں بھی مطلع کیا جا سکے۔

مندرجہ ذیل سطور میں شعبان کے حقائق کو دس نکات میں واشگاف کرنے کی کوشش کروں گا، ان نکات کے ذریعہ اختصار کے ساتھ تقریبا سارے پہلو اجاگر ہو جائیں گے اور ایک عام قاری کو بھی اس ماہ کی اصل حقیقت کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے گا۔

پہلا نکتہ :ماہ شعبان کی فضیلت

شعبان روزہ کی وجہ سے فضیلت وامتیاز والا مہینہ ہے ، اس ماہ میں کثرت سے روزہ رکھنے پر متعدد صحیح احادیث مروی ہیں جن میں بخاری و مسلم کی روایات بھی ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

أن عائشةَ رضي الله عنها حدَّثَتْه قالت : لم يكنِ النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يصومُ شهرًا أكثرَ من شَعبانَ، فإنه كان يصومُ شعبانَ كلَّه (صحيح البخاري: 1970)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے، آپ ﷺ شعبان کے مہینے کا تقریبا پورا روزہ رکھا کرتے تھے۔

اور مسلم شریف میں امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

سألتُ عائشةَ رضي اللهُ عنها عن صيامِ رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ فقالت: كان يصومُ حتى نقول: قد صام. ويفطر حتى نقول: قد أفطر. ولم أرَه صائمًا من شهرٍ قطُّ أكثرَ من صيامِه من شعبانَ. كان يصومُ شعبانَ كلَّه. كان يصومُ شعبانَ إلا قليلًا. (صحيح مسلم: 1156)

ترجمہ: میں نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگیں: آپ ﷺ روزے رکھنے لگتے تو ہم کہتیں کہ آپ تو روزے ہی رکھتے ہیں، اور جب آپ ﷺ روزہ چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب نہیں رکھیں گے، میں نے نبی ﷺ کو شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے، آپ ﷺ شعبان میں اکثر ایام روزہ رکھا کرتے تھے۔

ترمذی شریف میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ما رأيتُ النَّبيَّ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ يصومُ شَهرينِ متتابعينِ إلَّا شعبانَ ورمضانَ (صحيح الترمذي: 736)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو لگاتار دو مہینوں کے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان اور رمضان کے۔

یہی روایت نسائی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

ما رأيتُ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ يصومُ شهرينِ متتابعينِ، إلَّا أنَّه كان يصِلُ شعبانَ برمضانَ (صحيح النسائي: 2174)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو کبھی بھی دو ماہ مسلسل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن آپ شعبان کو رمضان کے ساتھ ملایا کرتے تھے۔

ان ساری احادیث سے صرف روزہ رکھنے کا ثبوت ملتا ہے یعنی شعبان کا اکثر روزہ رکھنا اور جن روایتوں میں پورا شعبان روزہ رکھنے کا ذکر ہے ان سے بھی مراد شعبان کا اکثر روزہ رکھنا ہے۔

اس ماہ میں بکثرت روزہ رکھنے کی حکمت پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

يا رسولَ اللَّهِ ! لم أرَكَ تَصومُ شَهْرًا منَ الشُّهورِ ما تصومُ من شعبانَ ؟ ! قالَ : ذلِكَ شَهْرٌ يَغفُلُ النَّاسُ عنهُ بينَ رجبٍ ورمضانَ ، وَهوَ شَهْرٌ تُرفَعُ فيهِ الأعمالُ إلى ربِّ العالمينَ ، فأحبُّ أن يُرفَعَ عمَلي وأَنا صائمٌ (صحيح النسائي: 2356)

میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ آپ جتنے روزے شعبان میں رکھتے ہیں کسی اور مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: یہ ایسا مہینہ ہے جس میں لوگ غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں جو رجب اور رمضان کے مابین ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی اقتداء میں ہمیں ماہ شعبان میں صرف روزے کا اہتمام کرنا چاہئے وہ بھی بکثرت اور کسی ایسے عمل کو انجام نہیں دینا چاہئے جن کا ثبوت نہیں ہے۔

دوسرا نکتہ: نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا

اوپر والی احادیث سے معلوم ہوا کہ شعبان کا اکثر روزہ رکھنا مسنون ہے مگر کچھ ایسی روایات بھی ہیں جن میں نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت آئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إذا بقي نِصفٌ من شعبانَ فلا تصوموا (صحيح الترمذي: 738)

ترجمہ: جب نصف شعبان باقی رہ جائے (یعنی نصف شعبان گزر جائے) تو روزہ نہ رکھو۔

اس معنی کی کئی روایات ہیں جو الفاظ کے فرق کے ساتھ ابوداؤد، نسائی، بیہقی، احمد، ابن ابی شیبہ اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کیا ہے۔اس حدیث کی صحت وضعف کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح قرار دینے والوں میں امام ترمذی، امام ابن حبان، امام طحاوی، ابوعوانہ، امام ابن عبدالبر، امام ابن حزم، علامہ احمد شاکر، علامہ البانی، علامہ ابن باز اور علامہ شعیب ارناؤط وغیرہ ہیں جبکہ دوسری طرف ضعیف قرار دینے والوں میں عبدالرحمن بن مہدی، امام احمد، ابوزرعہ رازی، امام اثرم، ابن الجوزی، بیہقی، ابن معین اور شیخ ابن عثیمین وغیرہم ہیں۔

ابن رجب نے کہا کہ اس حدیث کی صحت و عمل کے متعلق اختلاف ہے۔ جنہوں نے تصحیح کی وہ ترمذی، ابن حبان، حاکم، طحاوی اور ابن عبدالبر ہیں اور جنہوں نے اس حدیث پر کلام کیا ہے وہ ان لوگوں سے زیادہ بڑے اور علم والے ہیں۔ ان لوگوں نے حدیث کو منکر کہا ہے، وہ ہیں عبدالرحمن بن مہدی، امام احمد، ابوزرعہ رازی، اثرم۔(لطائف المعارف ص:135)

اس وجہ سے یہ روایت منکر اور ناقابل حجت ہے، اگر ممانعت والی روایت کو صحیح مان لیا جائے جیسا کہ بہت سے محدثین اس کی صحت کے بھی قائل ہیں تو اس بناپر یہ کہا جائے گا کہ اس ممانعت سے چند لوگ مستثنی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) جسے روزے رکھنے کی عادت ہو، مثلا کوئی شخص پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنے کا عادی ہو تو وہ نصف شعبان کے بعد بھی روزے رکھے گا۔

(2) جس نے نصف شعبان سے قبل روزے رکھنے شروع کردئے اور نصف شعبان سے پہلے کو بعد والے سے ملادیا۔

(3) اس سے رمضان کی قضاء اور نذر میں روزے رکھنے والا بھی مستثنی ہوگا۔

(4) نبی ﷺ کی اتباع میں شعبان کا اکثر روزہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے اس حال میں کہ رمضان کے روزے کے لئے کمزور نہ ہو جائے۔

تیسرا نکتہ : نصف شعبان کا روزہ

ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے جس سے پندرہویں شعبان کو روزہ رکھنے کی دلیل بنتی ہو، صحیح احادیث سے شعبان کا اکثر روزہ رکھنے کی دلیل ملتی ہے جیسا کہ اوپر متعدد احادیث گزری ہیں۔ جو لوگ روزہ رکھنے کے لئے شعبان کی پندرہویں تاریخ متعین کرتے ہیں وہ دین میں بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں اور بدعت موجب جہنم ہے۔ اگر کوئی کہے کہ پندرہویں شعبان کو روزہ رکھنے سے متعلق حدیث ملتی ہے تو میں کہوں گا کہ ایسی روایت گھڑی ہوئی اور بناوٹی ہے۔ جو گھڑی ہوئی روایت کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

چوتھا نکتہ : نصف شعبان کی رات قیام

جھوٹی اور من گھڑنت روایتوں کو بنیاد بنا کر نصف شعبان کی رات مختلف قسم کی مخصوص عبادتیں انجام دی جاتی ہیں۔ ابن ماجہ کی روایت ہے :

إذا كانت ليلةُ النِّصفِ من شعبانَ فقوموا ليلَها ، وصوموا نهارَها (ضعیف ابن ماجہ: 261)

ترجمہ : جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس قیام کرو اور دن کا روزہ رکھو۔

یہ روایت گھڑی ہوئی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ابو بکر بن محمد روایتیں گھڑنے والا تھا۔

اس رات صلاۃ الفیہ یعنی ایک ہزار رکعت والی مخصوص طریقے کی نماز پڑھی جاتی ہے، کچھ لوگ سو رکعات اور کچھ لوگ چودہ اور کچھ بارہ رکعات بھی پڑھتے ہیں۔ اس قسم کی کوئی مخصوص عبادت نبی ﷺ اور آپ

کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول نہیں ہے۔اسی طرح اس رات اجتماعی ذکر، اجتماعی دعا، اجتماعی قرآن خوانی اور اجتماعی عمل کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

پانچواں نکتہ: شب برات کا تصور

پندرہویں شعبان کی رات کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مثلا لیلۃ المبارکہ (برکتوں والی رات)، لیلۃ الصک (تقسیم امور کی رات)، لیلۃ الرحمۃ (نزول رحمت کی رات)۔ ایک نام شب برات (جہنم سے نجات کی رات) بھی ہے جو زبان زد خاص وعام ہے۔ حقیقت میں ان ناموں کی شرعا کوئی حیثیت نہیں ہے۔

لیلۃ المبارکہ نصف شعبان کی رات کو نہیں کیا جاتا ہے بلکہ شب قدر کو کہا جاتا ہے، اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ {الدخان: 3}

ترجمہ: یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو بابرکت رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہم ڈرانے والے ہیں۔

اللہ تعالی نے قرآن کو لیلۃ المبارکہ یعنی لیلۃ القدر میں نازل کیا جیسا کہ دوسری جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ [القدر: 1]

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو قدر والی رات میں نازل کیا ہے۔

تقسیم امور بھی شب قدر میں ہی ہوتی ہے نہ کہ نصف شعبان کی رات اور اسے لیلۃ الرحمۃ کہنے کی بھی کوئی دلیل نہیں۔ جہاں تک شب برات کی بات ہے، تو وہ بھی ثابت نہیں ہے، اس کے لئے جو دلیل دی جاتی ہے ضعیف ہے۔ آگے اس حدیث کی وضاحت آئے گی۔

چھٹواں نکتہ: نصف شعبان کی رات قبرستان کی زیارت

ترمذی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

فقدتُ رسولَ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ لیلۃً فخرجتُ فإذا ھوَ في البقیعِ۔

ترجمہ : ایک رات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پہلو سے غائب پایا ،تلاش کیاتو آپ کو بقیع [قبرستان] میں پایا۔

یہ روایت نصف شعبان سے متعلق ہے ،اس حدیث کو بنیاد بنا کر پندرہویں شعبان کی رات قبرستان کی صفائی ہوتی ہے، قبروں کی پوتائی کی جاتی ہے، وہاں بجلی وقمقمے لگائے جاتے ہیں اور عورت ومرد ایک ساتھ اس رات قبرستان کی زیارت کرتے ہیں جبکہ مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ قبروں کی زیارت کبھی بھی مسنون ہے اس کے لئے تاریخ متعین کرنا بدعت ہے اور عورت ومرد کے اختلاط کے ساتھ زیارت کرنا، قبر پر میلہ ٹھیلہ لگانا کبھی بھی جائز نہیں ہے۔

ساتواں نکتہ : آتش بازی

شعبان میں جس قدر بدعات وخرافات کی انجام دہی پر پیسے خرچ کئے جاتے ہیں اگر اس طرح رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات کردیا جاتا تو بہت سے غریبوں کو راحت نصیب ہوتی اور ذخیرہ آخرت بھی ہوجاتا مگر جسے فضول خرچی یعنی شیطانی کام پسند ہو وہ رمضان کا صدقہ وخیرات کہاں، شعبان میں آتش بازی کو ہی پسند کرے گا۔ ماہ شعبان شروع ہوتے ہی پٹاخے چھوڑنے شروع ہوجاتے ہیں ذرا تصور کریں اس وقت سے لیکر شعبان بھر میں کس قدر فضول خرچی ہوتی ہوگی؟۔نصف شعبان کی رات کی پٹاخے بازی کی حد ہی نہیں،اس سے ہونے والے مالی نقصانات کے علاوہ جسمانی نقصانات اپنی جگہ۔

آٹھواں نکتہ : مخصوص پکوان اور روحوں کی آمد

نصف شعبان کی بدعات میں قسم قسم کے کھانے، حلوے پوری اور نوع بنوع ڈنر تیار کرنا ہے،اسے فقراء ومساکین میں تقسیم کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ روحیں آتی ہیں، بایں سبب ان کے لئے فاتحہ خوانی

کی جاتی ہے۔ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر آج حلوہ پوری نہ بنائی جائے تو روحیں دیواریں چاٹتی ہیں۔ کھانا پکانے کے لئے تاریخ متعین کرنا اور متعین تاریخ میں فقراء میں تقسیم کرنا، اس کھانے پر فاتحہ پڑھنا، فاتحہ شدہ کھانا مردوں کو ایصال ثواب کرنا سب کے سب بدعی امور ہیں۔ اور یہ جان لیں کہ مرنے کے بعد روح دنیا میں لوٹ کر نہیں آتی، قرآن میں متعدد آیات وارد ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

كَلَّآ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِن وَرَآئِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (المومنون: 100)

ترجمہ: ہر گز نہیں، یہ بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک۔

نواں نکتہ: کیا نصف شعبان کو اللہ آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے؟

ایک روایت بڑے زور شور سے پیش کی جاتی ہے:

ان اللہ لیطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن (سنن ابن ماجه: 1390).

ترجمہ: اللہ تعالی نصف شعبان کی رات (اپنے بندوں پر) نظر فرماتا ہے پھر مشرک اور (مسلمان بھائی سے) دشمنی رکھنے والے کے سوا ساری مخلوق کی مغفرت کر دیتا ہے۔

اس حدیث کو البانی صاحب نے حسن قرار دیا ہے جبکہ اس میں مشہور ضعیف راوی ابن لہیعہ ہے اور دوسرے جمیع طرق میں بھی ضعف ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے یہ روایت آئی ہے۔

إنَّ اللَّهَ تعالى ينزِلُ ليلةَ النِّصفِ من شعبانَ إلى السَّماءِ الدُّنيا ، فيغفرُ لأكثَرَ من عددِ شَعرِ غنَمِ كلبٍ (ضعیف ابن ماجہ: 262)

ترجمہ: اللہ تعالی نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیاپر اترتا ہے اور کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو معاف فرماتا ہے۔

اسے شیخ البانی نے ضعیف کہا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی سند میں انقطاع کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے یہ ضعیف ہے ۔

بہر کیف! نصف شعبان کی رات آسمان دنیاپر اللہ کے نزول کی کوئی خاص دلیل نہیں ہے البتہ اس حدیث کے عموم میں داخل ہے جس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالی ہر رات تہائی حصے میں آسمان دنیاپر نزول کرتا ہے۔

دسواں نکتہ: پندرہویں شعبان سے متعلق احادیث کا حکم آخری نکتے میں یہ بات واضح کردوں کہ نصف شعبان کے دن یااس کی رات سے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نہیں ہے ۔قبیلہ کلب کی بکری کے بالوں کے برابر مغفرت والی حدیث، مشرک وبغض والے علاوہ سب کی مغفرت والی حدیث، سال بھر کے موت وحیات کا فیصلہ کرنے والی حدیث،اس دن کے روزہ سے ساٹھ سال اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی حدیث ، بارہ —چودہ- سو اور ہزار رکعات نفل پڑھنے والی حدیث یانصف شعبان پہ قیام وصیام اور اجر وثواب سے متعلق کوئی بھی حدیث قابل حجت نہیں ہے۔

اس وجہ سے پندرہ شعبان کے دن میں کوئی مخصوص عمل انجام دینا یا پندرہ شعبان کی رات میں کوئی مخصوص عبادت کرنا جائز نہیں ہے۔ شعبان کے مہینے میں نبی ﷺ سے صرف اور صرف بکثرت روزہ رکھنے کا ثبوت ملتا ہے لہذا مسلمانوں کو اسی عمل پر اکتفا کرنا چاہئے اور بدعات وخرافات کو انجام دے کر پہلے سے جمع کی ہوئی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

****